بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

أَلحَمْدُ لله رَبِّ العَالَمِينَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِين، وَبَعْدُ:

084: سورۃ الانشقاق کی مختصر تفسیر

سورۃ الانشقاق کی مختصر سی تفسیر، سورۃ الانشقاق مکی سورۃ ہے اور اس عظیم سورۃ کی پچیس آیات ہیں اور جب یہ کہا کہ مکی سورۃ ہے تو اس میں ہمیں فوراً یہ پیغام ملتا ہے کہ اس عظیم سورۃ کے بنیادی پیغام کا تعلق ایمان سے ہے اور جیسا کہ اس سورۃ کی ابتداء اور اس کی انتہا پر اگر غور کیا جائے تو اس میں آخرت پر ایمان ہی اس سورۃ کا بنیادی موضوع ہے اور بنیادی پیغام ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ فرشتوں پر ایمان اور دیگر اہم پیغام بھی اس سورۃ میں موجود ہیں۔ تو آیئے دیکھتے ہیں اس عظیم سورۃ کی مختصر سی شرح اور تفسیر، ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝۲ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝۴ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا
وَحُقَّتْ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝۶ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ
حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۹ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى
سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶
وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝۱۷ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝۱۸ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝۱۹ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ
الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝۲۱ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝۲۲ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝۲۳ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۴ اِلَّا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ (الانشقاق:1-25)

ان عظیم آیات کا ترجمہ اور مختصر سی شرح بھی ساتھ کرتے جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ﴾ (الانشقاق:1-2) (جب آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اپنے ربّ کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے)۔

یہ عظیم آسمان خوبصورت آسمان جو اس زمین کی چھت ہے ایک دن آئے گا کہ یہ آسمان پھٹ جائے گا اور پھٹے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیونکہ جو مخلوق ہے وہ فنا ضرور ہو گی اور ایک دن آئے گا جب یہ عظیم مخلوق بھی فنا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا اے

آسمان ! تو پھٹ جا یہ مضبوط ﴿سَبۡعًا شِدَادًا﴾ (النبا:12) جیسا کہ سورۃ النبا میں گزر چکا ہے یہ سات عظیم سخت اور طاقتور آسمان پھٹ جائیں گے۔ ﴿وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ﴾ (اور وہ اپنے ربّ کا حکم سن لے گا اور وہ اُسی لائق ہے)۔ یہ بہت پیارا اور عظیم جملہ ہے۔

آسمان موجود ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان فنا ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے یعنی یہ عظیم آسمان بھی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے اور یہ آسمان حق رکھتا ہے کہ وہ اپنے ربّ کی فرمانبرداری کرتا رہے اگرچہ مسئلہ اس کے اپنے وجود کا کیوں نہ ہو اور اس کے فنا کا کیوں نہ ہو۔

اور اسی طریقے سے ﴿وَاِذَا الۡاَرۡضُ مُدَّتۡ ۞ وَاَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ ۞ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ﴾ (الانشقاق:3-5) (اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے وہ اسے نکال ڈالے گی اور خالی ہو جائے گی اور اپنے ربّ کا حکم سن لے گی اور وہ اُسی لائق ہے)۔

یہ زمین عظیم زمین جس پر ہم رہتے ہیں اس کے پہاڑ اس کے سمندر اس کے جنگل اس کی وادیاں یہ ساری کی ساری زمین اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے اور ایک وقت آئے گا یہ عظیم زمین بھی فنا ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا کہ یہ زمین سیدھی ہو جائے گی اور جو کچھ اُس کے اندر ہے وہ اسے باہر نکال دے گی کیونکہ اس کے ربّ نے اسے حکم دیا ہے کہ جو کچھ اس کے اندر ہے جو بھی خزانے ہیں جو بھی مردے ہیں مر چکے ہیں جو کچھ اس کے اندر ہے اب وہ بری ہو جائے گی اور باہر نکال پھینکے گی۔

یہ کیوں کرے گی ؟ کیونکہ یہ زمین اپنے ربّ کی فرمانبردار ہے اپنے ربّ کی فرمانبرداری ساری عمر کرتی رہی جب سے اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو پیدا کیا اس زمین کے فنا ہونے تک زمین نے ہمیشہ فرمانبرداری ہی کی ہے۔ جب معاملہ فنا کا آیا تو ایک لمحہ برابر بھی دیر نہ ہوئی اور یہ زمین بھی فنا ہو گئی اور زمین حق رکھتی ہے کہ وہ اپنے ربّ کی فرمانبرداری کرے اگرچہ معاملہ اس کے فنا ہی کا کیوں نہ ہو۔ یہ تو معاملہ تھا زمین و آسمان کا زمین و آسمان حق رکھتے ہیں کہ وہ اپنے ربّ کے فرمانبردار رہیں مکلف نہیں ہیں یہ آسمان آسمان کے تارے ، یہ چاند اور سورج، زمین زمین کے پہاڑ ، زمین کے سمندر ، زمین کی وادیاں یہ ساری کی ساری چیزیں مکلف نہیں ہیں اس کے باوجود بھی اپنے ربّ کی فرمانبرداری ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اصل مقصد یہ باتیں بتانے کا یہ ہے کہ یہ انسان جو مکلف ہے اس کا کیا معاملہ ہے اور کیسا معاملہ ہے اپنے ربّ کے ساتھ کیونکہ جب یہ قرآن مجید نازل ہوا ہے تو مشرکین عرب بھی یہ سنا کرتے تھے اور یہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ابو جہل بھی چھپ چھپ کر سنا کرتا تھا۔

انسان اپنے ربّ کا فرمانبردار ہے یا نہیں ہے اگر ہے تو کتنا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آگے ارشاد فرمایا ہے﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ﴾(الانشقاق:6)۔پہلے آسمان پھر زمین دونوں کی فرمانبرداری اور یہ فرمانبرداری ان کے فنا ہونے سے تعلق رکھتی ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ﴾(اے انسان!)۔اس میں سارے انسان شامل ہیں چھوٹا ہے بڑا ہے، مرد ہے عورت ہے، حاکم ہے محکوم ہے ،عالم ہے جاہل ہے، مومن ہے کافر ہے جو بھی انسان ہے﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ﴾ جنس انسان، الف لام جنس کے لیے ہے یعنی سارے کے ساری صیغۃ العموم ہے سارے کے سارے انسان۔﴿اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ﴾ (اے انسان! بے شک تو اپنے ربّ کی طرف پہنچنے میں خوب تکلیف اٹھانے والا ہے پھر اس کو ملنا ہے(یعنی اپنے ربّ سے پھر ملاقات کرنی ہے))۔ انسان جدوجہد کرتا رہتا ہے تکلیف اٹھاتا رہتا ہے اور ہر انسان اپنے طور طریقے سے جدوجہد کرتا رہتا ہے مومن ہو یا کافر ہو امیر ہو یا غریب ہو کدح کرتا ہی رہتا ہے اور یہ کدح یہ جدوجہد جو انسان کرتا رہتا ہے تکلیف اٹھاتا رہتا ہے کس کے لیے ذرا غور سے سنیں ﴿اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ﴾ ارے کافر تو نہیں کرتا کچھ ربّ کے لیے کافر دنیا کے لیے ہی کرتا ہے ناں۔عبد الدرهم عبد الدينار ان کے لیے یہ ساری دنیا ہی سب کچھ ہے۔تو﴿اِلٰى رَبِّكَ﴾ سے کیا مراد ہے؟اس سے مراد یہ ہے کہ کافر بھی جدوجہد کرتے کرتے مر جائے گا جیسا کہ مومن جدوجہد کرتے کرتے مر جائے گا دونوں کی واپسی کس کی طرف ہے؟﴿اِلٰى رَبِّكَ﴾ تمہارے ربّ کی طرف ہے۔اگر کوئی شخص اچھے اعمال کرتا ہے اس کی واپسی بھی ربّ کی طرف ہے اگر بُرے اعمال کرتا ہے اس کی واپسی بھی ربّ کی طرف ہے تو انسان جیسا بھی انسان ہے جو کچھ وہ کہہ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کی واپسی اس کے ربّ کی طرف ہے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اور کر رہا ہے وہ خود اس کی گروی میں ہے قرض ہے اس نے چکانا ہے۔وہ کیسے ؟﴿فَمُلٰقِيْهِ﴾ربّ کی طرف روانگی ہے اور پھر فاء ترتیب اور تعقیب کے لیے ہے یعنی تھوڑا سا وقت ہے زیادہ نہیں ہے ثم نہیں ہے﴿فَمُلٰقِيْهِ﴾ پھر ملاقات ہونے والی ہے۔یہ ساری کی ساری زندگی ساٹھ، ستّر اس سے زیادہ اس سے کم سال کی زندگی جو ہے کتنی ہے حقیقت میں؟ کچھ بھی نہیں ہے۔

برزخی زندگی، بعض لوگوں کو پانچ ہزار سال ہو گئے مرے ہوئے، پانچ ہزار سال ہو گئے پانچ سال نہیں! یا اس سے زیادہ بھی ہو گئے ہیں یا اس سے کم بھی ہوئے ہیں شاید ان کا برزخ کا وقت کیسے گزرتا ہے؟﴿يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾(المؤمنون:113) جیسا کہ انسان سوتا ہے اور اچھی نیند میں سوتا ہے تو اس سے اگر پوچھیں تو کہے گا میں بس کچھ لمحے نیند آئی ہو گی مجھے اور بعض لوگ تھوڑی دیر سوتے ہیں انہیں یوں لگتا ہے کہ بہت لمبے عرصے تک سوئے ہیں لیکن حقیقت میں برزخ کی ساری زندگی جو ہے بڑی تیزی

سے گزرے گی تو پھر ملاقات ہے ﴿فَمُلٰقِيْهِ﴾ پھر ربّ سے ملاقات ہے اور ربّ سے ملاقات کی ابتداء ہوتی ہے قبر کے اندر سے یعنی جب حساب شروع ہوتا ہے۔

اور بعض علماء کہتے ہیں موت سے ہی پتہ چل جاتا ہے بندے کو کہ اس نے کس طرف جانا ہے لیکن حقیقتاً جب دوسرا صور پھونکا جائے گا اور دوبارہ ہر مردہ انسان زندہ ہو گا تب حساب کا وقت شروع ہو گا اور پھر ملاقات ہو گی۔ اس لیے پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ﴾ (الانشقاق:7) دیکھیں ﴿فَمُلٰقِيْهِ﴾ اب ﴿فَمُلٰقِيْهِ﴾ میں اور پس جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا گیا۔

موت سے لے کر اعمال نامہ ملنے تک زیادہ وقت نہیں گزرے گا اس میں قبر کا مرحلہ بھی ہے برزخ کی زندگی بھی ہے پھر صور پھونکا جائے گا پھر حساب کتاب شروع ہو گا تو لوگ یہ انسان ﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ﴾ یہ جنس انسان جو ہے انسان دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے سارے پہلا گروہ ﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ﴾ (پس جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا گیا)۔ یہ کیسے ہو گا؟ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾ (الانشقاق:8) (پس اس سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا)۔ حساب لینے والا کون ہے؟ ربّ ذوالجلال سبحانہ و تعالیٰ من غیر ترجمان کوئی ترجمہ کرنے والا بھی نہیں ہو گا۔ حساب کیسے ہو گا؟ ﴿حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾۔

حساب یسیر سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (اللہ تعالیٰ جب مومن کا حساب لے گا تو پردے میں لے گا)۔ پردہ ہو گا ربّ ہے اور اس کا مومن بندہ ہے بیچ میں کوئی بھی نہیں ہے۔ دنیا والے پردے سے باہر ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا بندہ مومن جو ہے یہ پردے میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے اس مومن بندے کے گناہ گنوائے گا کہ اے میرے بندے! تو نے یہ عمل کیا تھا اور وہ اقرار کرتا جائے گا اللہ تعالیٰ میں نے کیا تھا، میرے بندے! تو نے یہ بھی کیا تھا، تو نے یہ بھی کیا، تو نے یہ بھی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا (اے میرے بندے! دنیا میں میں نے تجھے پردے میں رکھا آج میں تیری مغفرت کر دیتا ہوں)۔ دنیا میں پردہ آخرت میں مغفرت یہ ہے ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا﴾۔ اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اگر حساب لینا ہے تو حساب یسیر لے ورنہ اپنے فضل و کرم سے ان ستّر ہزار میں شامل کر دے جو بغیر حساب بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ آمین۔

حساب یسیر ہوا اس کے بعد کیا ہو گا؟

﴿وَّيَنۡقَلِبُ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا﴾ (الانشقاق:9)(اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش خوش لوٹے گا)۔اس کے اہل کہاں ہیں ؟جنت میں۔

ہماری زندگی میں جو ہمارے اہل ہیں ان کا تعلق صرف دنیا تک ہے یہ دنیا کا ہمارا اہل خانہ ہے اصل اہل جو ہیں اصل گھر والے وہ ہیں جو جنت میں ہیں۔ایک روایت میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (جب دنیا میں ایک بیوی اپنے مومن خاوند کو کوئی تکلیف پہنچاتی ہے تو جنت کی حور جو اس کے اس دنیا کے خاوند کی بیوی ہے وہ اس دنیا کی بیوی کو کوستی ہے)۔سبحان اللہ، جنت کی حور کہ وقتی طور پر تمہارے پاس یہ آیا ہے اس کی اصل جگہ وہ نہیں ہے اس کی اصل جگہ جنت ہے۔

اور جنت کا گھر کہاں پر ہے ؟انسان جیسے اس دنیا میں اپنا گھر پہچانتا ہے راستہ بھولتا نہیں ہے اس سے زیادہ یہ انسان یہ مومن جب جنت میں داخل ہو گا جنت میں اپنا گھر پہچان لے گا اور پہنچ جائے گا بغیر جی پی ایس کے۔یہاں پر جی پی ایس لگاتے ہیں بعض اوقات اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں روڈ بند ہو جاتا ہے تو فوراً انسان پہنچ جاتا ہے سبحان اللہ اور راستہ بھولے گا بھی نہیں۔﴿وَّيَنۡقَلِبُ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا﴾ جنت میں صرف داخلہ نہیں ہے خوشخبری دیکھیں بلکہ خوشی خوشی اپنے اہل سے جا کر ملے گا۔

کون سے اہل کون ہوں گے ؟"الحور العین ،الولدان مخلدون" اور اگر اس کی دنیا کی بیوی مومنہ ہے اور وہ بھی جنتی ہے تو وہ جو حوریں ہیں کیا کہیں گے حوروں کی پرنسز کہیں گے کیا کہیں گے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں لیکن جنتی بھی حوریں ہیں جنت کی وہ سب سے بڑی ہو گی وہاں اور یہی بیوی اسی گھر میں اپنے اس خاوند کا انتظار کر رہی ہو گی اور اگر وہ مومن نہیں ہے نافرمان ہے اور جہنم رسید ہوئی ہے یا میاں اور بیوی دونوں مومن ہیں لیکن ایک دوسرے سے ملنے کی خواہش نہیں رکھتے کہتے ہیں دنیا میں اس نے تنگ کیا ہے آخرت میں بھی یہی ملنے والے ہے پھر! بعض لوگ کہتے ہیں سبحان اللہ تو جنت میں کوئی رنج نہیں ہے کوئی فکر نہیں ہے جنت میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے سینے کی کشادگی ہے دل کا اطمینان ہے خوشی اور سرور ہی سرور ہے کوئی غم نہیں ہے کوئی پریشانی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ اس بیوی کو جو اپنے خاوند سے دنیا میں تنگ ہے جنت میں اس سے اچھا خاوند دے گا اور یہ خاوند جو دنیا میں اپنی بیوی سے تنگ ہے اسے اس سے اچھی بیوی عطا فرمائے گا اور اگر رہنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جنت میں بھی دونوں کو ملا دے گا، سبحان اللہ۔یہ کون لوگ ہیں ؟جن کو نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔

ان کے بر عکس﴿وَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِىَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهۡرِهٖ﴾(الانشقاق: 10-15)((دوسری قسم کے انسان)اور جس کو اس کا اعمال نامہ اس کی پیٹھ پیچھے سے دیا گیا) ﴿فَسَوۡفَ يَدۡعُوۡا ثُبُوۡرًا﴾(وہ عنقریب موت مانگے گا)۔ہلاک ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا

اے کاش! میں ہلاک ہو جاتا اے اللہ تعالیٰ! مجھے ہلاک کر دے ،وہ عنقریب موت مانگے گا﴿وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا﴾(اور جہنم میں داخل ہوگا)﴿اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا﴾ (بے شک وہ اپنے اہل میں خوش و خرم تھا)﴿اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ﴾ (اس نے گمان کیا تھا کہ وہ ہر گز نہ لوٹے گا)﴿بَلٰٓى ۚ﴾(کیوں نہیں) ﴿اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا﴾(اس کا ربّ بے شک اسے دیکھتا تھا)۔

دوسری قسم کے انسان، حساب ہوا اور حساب میں ناکامی ہوئی۔ نامۂ اعمال ان کو دیا گیا بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے۔ بائیں ہاتھ میں کیوں؟ کیونکہ اس کام ہی الٹا تھا اس لیے الٹے ہاتھ میں دیا گیا دنیا میں۔ پیٹھ پیچھے کیوں؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو دنیا میں پس پشت ڈالا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ کے فرمان اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے والا نہیں تھا یا تو مکمل طور پر کفر کا راستہ اختیار کر کے چھوڑ دیا یا کلمہ پڑھ کر نام کا مسلمان بنا رہا اور اصل اللہ تعالیٰ کے جو احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام ہیں ان کو پس پشت ڈالا۔

"**الجزاء من جنس العمل**" جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور یہ انصاف ہے سبحان اللہ۔ دنیا میں یہ عظیم کتاب پیٹھ کے پیچھے چھوڑ رکھی تھی یعنی عمل نہیں کرتا تھا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے پیٹھ کے پیچھے رکھی ہوئی تھی فزیکلی ، نہیں! حقیقت میں وہ پڑھتا بھی شاید ہو گا لیکن عمل کا نام و نشان نہیں ہے پڑھتا توحید کی آیات ہے اور عمل شرک پر کرتا ہے، پڑھتا اتباع سنت کی آیات ہے اور عمل بدعت پر کرتا ہے، پڑھتا فرمانبرداری کی آیات ہے اور عمل نافرمانی کرتا ہے۔ تو حقیقت میں اس نے پڑھا ہے تو پس پشت ہے کہ نہیں؟ تو ایسے شخص کو نامۂ اعمال﴿وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ﴾پیٹھ کے پیچھے۔

اس کی حالت کیسی ہو گی؟﴿فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا﴾ وہ عنقریب ﴿فَسَوْفَ﴾(عنقریب)ثبور کہتے ہیں ہلاکت کو موت کو﴿يَدْعُوْا﴾(مانگے گا)۔ یعنی یہ شخص ناکام ہوا اس امتحان میں جو سب سے بڑا امتحان ہے، آخرت کا امتحان حساب جو ہے یہ سب سے بڑا امتحان ہے اس کے بعد یا تو کامیابی ہے یا ناکامی ہے ہمیشہ کی۔﴿فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا﴾اے کاش! میں ہلاک ہو جاتا، اے کاش! میں فنا ہو جاتا۔ آسمان یہ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے گا فنا ہو گیا۔ یاد رکھیں قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو گی ایک روایت میں آیا ہے "اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ" جو قبروں کو مساجد بناتے ہیں عبادت گاہیں بناتے ہیں یہ بدترین لوگ ہوں گے اور ان ہی پر قیامت قائم ہو گی۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ (ایسے لوگ ہوں گے جو صرف اللہ تعالیٰ کے نام کو جانتے ہوں گے بس اور یہ کہیں گے کہ کچھ لوگ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے ہمارے باپ دادا کہا کرتے تھے)۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ (ایک ٹھنڈی پیاری سی ہوا چلے گی مومنوں کی روح قبض ہو جائے گی اس ہوا سے یعنی کوئی مومن باقی بچے گا نہیں)۔ جب مومن نہ رہا تو اس زمین کے رہنے کا کیا فائدہ ہے اس زمین کے ہونے کا کیا فائدہ ہے؟!

یہ کائنات کیوں قائم ہے پتہ ہے؟ جب تک توحید ہے تو کائنات بھی ہے جب توحید نہیں ہے تو پھر اس کائنات کے وجود کی وجہ کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾(الذاریات:56) اور باقی جو زمین و آسمان ہیں ہم خلیفہ ہیں اشرف المخلوقات ہیں زمین پر خلیفہ بنا دیا گیا ہے ہمیں جب توحید نہ رہی تو دنیا کے وجود کا کوئی فائدہ باقی رہا؟ اس لیے پھر قیامت ہو گی اور بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہو گی اور پھر فنا ہو جائے گی۔ تو جو لوگ اس وقت موجود ہوں گے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے آسمان کا پھٹنا اور زمین کا سیدھا ہونا ہموار ہو جانا اور پھر زمین کا پھٹنا اور دراڑیں پر جانا اور زلزلے ہونا، جتنی بھی آیات کریمہ آئی ہیں قیامت کے دن کے تعلق سے یہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔

اب اس نے یہ تو دیکھا کہ آسمان فنا ہو گیا زمین فنا ہو گئی، پہاڑ اُون کی طرح اُڑ گئے، سمندر میں آگ گئی کچھ باقی نہ رہا ہر چیز فنا ہو گئی تو قیامت کے دن جب قیامت کی ہولناکیاں دیکھے گا نامۂ اعمال اسے بائیں ہاتھ میں پیٹھ پیچھے دیا گیا اور اب اسے پتہ ہے کہ ہلاکت کا وقت آ گیا تو کیا مانگے گا اللہ تعالیٰ سے؟ کاش! میں بھی فنا ہو جاؤں میرا بھی وجود نہ ہو۔

جانور بھی فنا ہو جائیں گے کہ نہیں؟ ﴿يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾(النبا:40)۔ کبھی کہتا ہے کاش! مٹی ہو جاتا یعنی فنا ہو جاتا مٹی کی طرح جانور کی طرح یعنی دنیا میں جانور ہوتا ٹھیک ہوتا دنیا میں انسان نہ ہوتا میں۔ آنکھوں کے سامنے جانوروں کا قصاص ہو گا اور پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا مٹی بن جاؤ جانور سارے مٹی بن جائیں گے۔ تو کبھی یہ کافر ہلاکت کی دعا کرے گا کبھی مٹی ہونے کی دعا کرے گا وجہ کیا ہے؟ کیونکہ اب انجام اس کے سامنے ہے کوئی نجات کا راستہ نظر نہیں آ رہا۔

﴿فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا﴾ فاء بھی نہیں ہے تھوڑی دیر بھی نہیں لگے گی ﴿وَّ﴾ فوراً حساب ہوا ناکامی ہوئی فوراً جہنم ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جہنمی کو یعنی کافر کا یا جہنمی شخص کا جب حساب ہو جائے گا اور حکم ہو گا کہ اسے جہنم کی طرف لے کر جاؤ فرشتے اسے گھسیٹ کر لے کر جائیں گے منہ کے بل ایک روایت میں آیا ہے ﴿كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ۝۱۵ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى﴾(المعارج:15-16) کے تعلق سے کہ آگ کا سیک پہلے پہنچے گا اور اس کے جسم سے گوشت کو ہڈی سے جدا کر دے گا آگ کا

سیک جو ہے ابھی وہ راستے میں ہے جہنم رسید نہیں ہوا ابھی صرف حکم ہو گا" خُذُوهُ إِلَى النَّارِ "تو سب سے پہلے سیک آئے گا جہنم کا ﴿وَّيَصۡلٰى سَعِيۡرًا﴾۔

دنیا میں کیا حالت تھی اس کی ذرا غور کریں ﴿اِنَّهٗ كَانَ فِىۡۤ اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا﴾ (بے شک وہ اپنے اہل میں خوش و خرم تھا)۔ دنیا میں بڑا خوش تھا اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ اپنے ربّ کو ناراض کیا ہے راضی کیا ہے، ربّ کے کیا احکام ہیں، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو راضی کیسے کیا جاتا ہے کوئی پرواہ نہیں ہے گھر میں خوش تھا، حرام کھایا ہے حلال کھایا ہے کوئی پرواہ نہیں ہے گھر میں خوش تھا، کسی پر ظلم کیا ہے کسی کا حق کھایا ہے کوئی پرواہ نہیں ہے گھر میں خوش تھا ﴿اِنَّهٗ كَانَ فِىۡۤ اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا﴾۔ اس سے پہلے کیا تھا؟ ﴿وَّيَنۡقَلِبُ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا﴾ (الانشقاق:9) یہ مومن ہے۔ دنیا میں کیوں نہیں بتایا کہ دنیا میں کیسا تھا وہ؟ دنیا میں خوش ہونا لازمی نہیں ہے یہ قاعدہ یاد رکھیں ذرا مومن کی جب بات ہوئی تو وہاں پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ذکر نہیں کیا کہ دنیا میں وہ کیسے رہتا تھا خوش تھا یا نہیں۔ اگر آپ غور کریں ذرا کافروں کی زندگی پر ظاہراً خوش ہیں کہ نہیں؟ ظاہر کی بات میں کر رہا ہوں اگرچہ اندر سے وہ بھی مرے ہوئے ہیں بے چارے سڑے جلے ہوئے ہیں اس لیے خودکشی کا ریٹ وہاں پر سب سے زیادہ ہے لیکن اپنے گھر میں جب جاتے ہیں پوری دنیا ان کے پاس ہے خوش ہیں یعنی اچھا موسم بھی ان کے پاس ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا یار! اچھے موسم ان کے پاس ہیں، گورا رنگ ان کے پاس ہے، خوبصورتی ان کے پاس ہے، ٹیکنالوجی ان کے پاس ہے یہ ان کے پاس ہے وہ ان کے پاس ہے ہمارے پاس کیا ہے؟!

بھئی ہمارے پاس ایمان ہے ہمارے پاس توحید ہے ہمارے پاس سنت ہے کم ہے؟ ان کے پاس دنیا ہے کیونکہ وہ دنیا کے پجاری ہیں ہمارے پاس قرآن ہے سنت ہے توحید ہے ایمان ہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے یہ کافی نہیں ہے کیا یہ مرنے کے بعد کام آئیں گے یا یہ ٹیکنالوجی کام آئے گی مرنے کے بعد؟! واللہ! یہ سب چھین لیے جائیں گے یہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں یہ موبائل فونز وغیرہ یہ سب چھین لیں گے دنیا میں ہی چھین لیں گے کوئی چیز ساتھ نہیں جائے گی۔ یہ اچھے موسم بھی یہیں رہیں گے یہ خوبصورتی بھی یہیں رہے گی یہ گوری جلد جو ہے ناں یہ یہ بھی ساتھ نہیں ہو گی اسے کیڑے کھا جائیں گے مٹی کھا جائے گی۔ تو پھر ساتھ کیا جائے گا؟ ایمان ہے عمل صالح ہے کلمۂ توحید ہے اتباع سنت ہے۔

تو پھر ہم بہتر ہیں یا وہ بہتر ہیں کیا خیال ہے اہل ایمان بہتر ہیں یا اہل کفر بہتر ہیں؟ سبحان اللہ، دیکھیں اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا ہے ﴿وَّيَنۡقَلِبُ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا﴾ (وہ واپس پلٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف خوشی خوشی) اصل خوشی جنت کی خوشی ہے دنیا کی

خوشی خوشی نہیں ہوتی۔ دنیا میں مومن نے جیسی بھی زندگی گزاری ہے تکلیف میں پریشانی میں، مصیبتوں میں آزمائشوں میں سب سے زیادہ آزمائش کن کو ملی؟ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو"ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کو دیکھ لیں آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات کرتے ہیں تو ایک لاکھ کا مجمع حجۃ الوداع کے موقع پر تھا ذرا امیر گن سکتے ہیں کتنے امیر تھے؟ تین یا چار لوگوں کے نام آتے ہوں گے سب سے زیادہ کیا خیال ہے اور باقی کہاں ہیں؟! ہزاروں کی تعداد جو ایک لاکھ کے قریب تھی امیر کی بات کرتے ہیں تو چار یا پانچ سے زیادہ گن نہیں سکتے ہم، سبحان اللہ۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی زندگی کو دیکھیں آپ، صدیقین کی زندگی کو دیکھیں آپ، صالحین کی زندگی کو دیکھیں آپ ان کی اکثریت دنیا میں خوش تھی کیا؟ دیکھیں خوشی سے مراد ظاہر خوشی ورنہ دل کا اطمینان اور سکون غریب سے غریب مومن بھی اپنے دل میں مطمئن ہوتا ہے واللہ!

دل کا سکون اصل خوشی ہوتی ہے اس لیے جب کافر کا ذکر کیا ﴿اِنَّهٗ كَانَ فِىۡۤ اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا﴾ اپنے گھر والوں کے ساتھ بڑا خوش تھا۔ تو اصل خوشی جنت میں ہے اور اُسی کے لیے ﴿يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدۡحًا فَمُلٰقِيۡهِ﴾ تو کدح کس لیے کرنی ہے جدوجہد کس لیے کرنی ہے؟ جنت کو پانے کے لیے کرنی ہے۔ اور جنت ایسے ہی ملے گی مفت میں ملے گی جب تک ربّ راضی نہیں ہوگا جنت کیسے ملے گی! تو اپنے ربّ کو راضی کرنے کے لیے توحید کا راستہ اتباع سنت کا راستہ اور سلف کا راستہ اختیار کرنا پڑے گا یہ صراط مستقیم ہے اور اہل جنت کی طرف ایک ہی راستہ ہے جو آسانی سے پہنچتا ہے۔

وہ خوش کیوں تھا دنیا میں؟ ایک اور وجہ بھی ہے ﴿اِنَّهٗ ظَنَّ اَنۡ لَّنۡ يَّحُوۡرَ﴾ (الانشقاق:14) (کیونکہ اس نے گمان کیا تھا کہ وہ ہرگز نہ لوٹے گا یعنی دوبارہ زندہ نہیں ہوگا)۔ ارے! دنیا یہی ہے جو ہم رہ رہے ہیں کسی پر ظلم کیا ہے مر جائیں گے تو کیا فرق پڑے گا، کسی کا مال چھینا ہے کسی کو قتل کیا ہے کبھی عبادت نہیں کبھی سجدہ نہیں کیا اپنے ربّ کو کیونکہ دوبارہ زندہ ہونا ہی نہیں ہے تو خوشی ہے کہ نہیں؟ ﴿اِنَّهٗ ظَنَّ اَنۡ لَّنۡ يَّحُوۡرَ﴾ اور ﴿ظَنَّ﴾ سے مراد یہاں پر گمان یعنی یقین تو ظنّ یقین کے لیے بھی آتا ہے اور گمان کے لیے بھی آتا ہے، اسے یقین تھا کہ اس نے دوبارہ زندہ نہیں ہونا۔ ﴿بَلٰٓى ۛۚ﴾ جواب اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں (کیوں نہیں) (الانشقاق:15) ﴿اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيۡرًا﴾ (اس کا ربّ بے شک اسے دیکھتا تھا)۔ وہ جو بھی کرتا تھا اس نے سمجھا میرا کوئی حساب نہیں ہونے والا دوبارہ زندہ ہوں گا ہی نہیں لیکن اس کا ربّ اس کی ہر حرکات و سکنات سے واقف تھا ﴿اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيۡرًا﴾ جو کچھ وہ کہتا تھا جو کچھ وہ کرتا تھا سب نامۂ اعمال میں ریکارڈ ہو رہا تھا درج ہو رہا تھا۔

پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّیۡلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرۡکَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ﴾ (الانشقاق:16-19)۔ اللہ اکبر ﴿فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ﴾ (سو میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی) ﴿وَالَّیۡلِ وَمَا وَسَقَ﴾ (اور رات کی جو اس میں سمٹ آتی ہے (یعنی جو کچھ رات جمع کر دیتی ہے اور رات کے اندر سمٹ جاتی ہے)) ﴿وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾ (اور چاند کی جب وہ مکمل ہو جائے) ﴿لَتَرۡکَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ﴾ (تم کو درجہ بدرجہ ضرور چڑھنا ہے (تبدیلی آئے گی اور یہ انسان بدلتا رہے گا))۔

﴿لَآ اُقۡسِمُ﴾ سے مراد ﴿اُقۡسِمُ﴾ ہے اور ﴿لَآ﴾ تاکید کے لیے ہے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ قسم کھاتا ہے شفق کی (شام کی سرخی کی) اور اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ اپنی مخلوقات میں سے جس کی بھی قسم کھائے مخلوق کے لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ذات کی قسم کھائے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا)۔ تو غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا توحید ہے۔ شام کی سرخی کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور رات کی اور جو کچھ رات جمع کرتی ہے یا ہر وہ چیز جو رات میں سمٹ جاتی ہے۔ رات میں کیا چیزیں جمع ہوتی ہیں؟ درند پرند، یہ جانور، شیاطین کیونکہ جب اندھیرا چھا جاتا ہے تو یہ موذی مخلوقات حرکت میں آجاتی ہیں۔

﴿وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ﴾ (اور چاند کی جب وہ مکمل ہو جائے)۔ سبحان اللہ ذرا غور کریں اس میں، رات جمع کرتی ہے جانوروں کو درندوں کو پرندوں کو اور شیاطین کو اور چاند کا نور بھی آہستہ آہستہ جمع ہو جاتا ہے ﴿اِذَا اتَّسَقَ﴾ (جب چاند مکمل ہو جائے)۔ جب چاند مکمل ہو جاتا ہے نور زیادہ نہیں ہوتا؟ تو رات کچھ جمع کرتی ہے چاند کچھ جمع کرتا ہے۔ تو چاند کیا جمع کرتا ہے؟ اپنی روشنی، جب مکمل ہوتا ہے روشنی بھی پھیل جاتی ہے مکمل ہوتی ہے۔ دیکھیں انسان بھی کچھ جمع کرتا ہے آگے اس کا ذکر ہوگا سبحان اللہ دیکھیں ایک ایک جملے کی وجہ ہے ایسے نہیں ہے۔

﴿لَتَرۡکَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ﴾ یہ جواب القسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اس کا ایک جواب بھی ہوتا ہے جواب القسم۔ قسم کیوں کھائی ہے؟

کہ یقیناً اے انسان! ضرور درجہ بدرجہ تیری تبدیلی آئے گی تیری زندگی جب سے تو پیدا ہوا ہے مرتے دم تک ایک جیسی نہیں رہے گی۔

اور یہ تبدیلی چار قسم کی ہے، زمانے کے اعتبار سے، جگہ کے اعتبار سے، جسم کے اعتبار سے اور دل کے اعتبار سے۔

زمانے کے اعتبار سے زمانے بدلتے رہتے ہیں کبھی دن ہے کبھی رات ہے، کبھی دھوپ ہے کبھی چھاؤں ہے، کبھی سردی ہے کبھی گرمی ہے، کبھی خوشی ہے کبھی غمی ہے۔

جگہ بھی بدلتی رہتی ہے انسان کبھی کسی جگہ پر ہوتا ہے، پیدا کسی جگہ پر ہوتا ہے پھر طلب علم کے لیے نکلتا ہے اپنے گھر سے یا رزق حلال کی تلاش میں گھر سے نکلتا ہے ہجرت کرتا ہے کسی اور جگہ پر جاتا ہے پھر کسی اور جگہ پر منتقل ہو جاتا ہے تو انسان جگہ میں بھی منتقل ہوتا رہتا ہے۔

جسم کے اعتبار سے دیکھیں تبدیلی کہ انسان پیدا ماں کے پیٹ کے اندر ایک نطفہ شروع ہوا پھر علقہ بنا پھر مضغہ بنا پھر آہستہ آہستہ وہ بڑھتا گیا ماں کے پیٹ کے اندر چھوٹا سا بچہ دنیا میں آیا اس کا سائز یعنی بچہ جب پیدا ہوا گر بچے کا ہاتھ اٹھا کر اپنے ہاتھ پر رکھ کر دیکھ لیں کبھی کر کے دیکھنا سبحان اللہ واللہ ! منہ سے خود بخود یوں سبحان اللہ نکلتا ہے یہی ہاتھ ہے جو آپ کا ہاتھ ہے یہی انگلیاں ہیں ساری اتنا چھوٹا سا ہے اور اتنا ملائم سا ہے بالکل آپ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں ایک وقت آئے گا کہ یہی ہاتھ جب اپنے ہاتھ پر رکھیں تو برابر ہو جائے گا۔ یہ ہاتھ جو بڑا ہے اب اس سے بڑا کیوں نہیں ہوا؟ ایک وقت آیا بڑھتا گیا بڑھتا گیا یہاں پر آکر رک گیا۔ اب عمر بڑھتی رہی ہے کہ نہیں یہ پھر یہاں پر کیوں رکا ہوا ہے؟ انجینئرنگ سسٹم دیکھیں سسٹم کا سبحان اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیسے چلتا ہے۔ اگر وقت کے ساتھ ساتھ یہ قد بھی بڑھتا جاتا اور یہ ہاتھ بھی بڑھتا جاتا اور انگلیاں بھی لمبی ہوتی جاتیں تو انسان کیسے ہو جاتا؟! سبحان اللہ۔ اچھا پھر یہ دیکھیں کہ پانچ انگلیاں ہیں یہ چھوٹی یہ اِس سے بڑی، یہ اِس سے بڑی، یہ اِس سے بڑی، یہ سب سے بڑی اگر یہ یہاں پر آجاتی یہ یہاں پر آجاتی کیا خیال ہے ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ لیکن یہ دیکھیں سب انسانوں کی ایسے ہی ہیں سبحان اللہ۔ اِس انگلی نے اسے حکم ہے کہ تم نے یہاں تک بڑھنا ہے بس اِس نے یہاں تک بڑھنا ہے اِس نے یہاں تک بڑھنا ہے، اِس نے یہاں تک اُس نے یہاں تک۔

آنکھیں دیکھیں ایک لیول پر ہیں کہ نہیں بچپن سے یہی لیول تھا آنکھوں کا کیا؟ یہ distance دیکھیں یہ ماتھے کا پیشانی کا دیکھیں چہرہ جس طریقے سے بڑھا ہے یہ سائز میں اسی تناسب سے یہ چیزیں بھی تھوڑی سی دور ہوئی ہیں اپنی جگہ سے لیکن اُسی تناسب سے سبحان اللہ۔ تو جسم ہے ہڈیاں دیکھیں انسان کی بچپن میں جب بچے کو اٹھاتے نہیں کہتے ہیں دیکھنا کہیں گر نہ جائے اس کی ہڈی پسلی نہ ٹوٹ جائے۔ کیا گرے گا اتنا سا بچہ ہے زمین پر گرے گا تو کیا ہو گا؟! ڈر لگتا ہے کیونکہ ہڈی نرم ہوتی ہے پھر یہی انسان بڑا ہوتا ہے فٹبال کھیلتا رہتا ہے اور پتہ نہیں کیا کچھ کرتا رہتا ہے سبحان اللہ۔

جسم کے اعتبار سے بھی تبدیلی ہے اور سب سے اہم بات اس تبدیلی میں ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ دل کی تبدیلی ہے۔دل کا نام عربی میں کیا کہتے ہیں دل کو؟ قلب کہتے ہیں۔ قلب کس لفظ سے لیا گیا ہے؟ قَلَبَ یعنی جس کو کوئی قرار نہیں ہے بدلتا رہتا ہے یعنی الٹا سیدھا ہوتا رہتا ہے کبھی کس طرف مائل کبھی کس طرف مائل اور یہ دل بڑا عجیب سا ہے لگ جاتا ہے کسی نہ کسی چیز سے دل لگ ضرور جاتا ہے اور اس کی حالت بدلتی رہتی ہے دل جو ٹھہرا قلب جو ٹھہرا۔اس لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا دعا مانگے کرتے تھے؟"اللَّهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ"اور ہم بھی یہی دعا کرتے ہیں سب مل کر"اللَّهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَاعَلَى دِينِكَ"۔واللہ! جس کے دل کو اللہ تعالیٰ اپنے دین میں ثابت کردے ناں وہ کامیاب انسان ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور جس کا دل ہر طرف گھوم کر پھرتا رہا ہے سوائے دین کی طرف نہیں پلٹا اور نہیں آیا اس سے بدترین انسان کوئی نہیں ہے۔

دل کبھی مال کے ساتھ لگ جاتا ہے، کبھی بیوی کے ساتھ لگ جاتا ہے، کبھی اولاد کے ساتھ لگ جاتا ہے، کبھی تجارت میں لگ جاتا ہے، کبھی گیمز میں لگ جاتا ہے، کبھی الیکٹرونکس میں لگ جاتا ہے، بہت کم لوگ ہیں جن کا دل توحید کے ساتھ جڑ جاتا ہے سنت کے ساتھ جڑ جاتا ہے صحیح منہج ومسلک کے ساتھ جڑ جاتا ہے **الدعوة إلى التوحيد** کے ساتھ جڑ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔مساجد کے ساتھ وہ سات لوگ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے ان میں سے ایک وہ کون سا جوان؟"وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ"اس کا دل ہے لیکن کس چیز کے ساتھ لٹکا ہوا ہے؟ مسجد کے ساتھ۔ نماز پڑھتا ہے اس کا دل اسے کھینچ کر لے جاتا ہے مکمل خشوع وخضوع سے نماز پڑھتا ہے۔

"**وَرَجُلٌ**" جی ہاں! بالکل میں نے کیا کہا؟ جوان"رجل"اچھا رجل جوان نہیں ہے؟ جوان بھی رجل میں شامل ہے جب رجل مطلقاً کہا جائے،اس میں شاب یا رجل تو وہ شخص جس کا دل اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد سے لٹکا ہوا ہے۔مسجد کی طرف اس کا دل کھینچ کر لے جاتا ہے اور پاؤں دل کے تابع ہیں چلنے والا پاؤں سے چلتا ہے ناں لیکن دل سے جاتا ہے دل سے اٹھتا بیٹھتا ہے، دل سے عبادت کرتا ہے دل سے نماز پڑھتا ہے تدبر کے ساتھ خشوع کے ساتھ خضوع کے ساتھ اور جب مسجد سے نکلتا ہے نماز پڑھ کر تو دل میں تھوڑی سی تنگی سی محسوس ہوتی ہے اور پھر تڑپ دل میں پیدا ہو جاتی ہے کہ کب دوبارہ نماز کی طرف بلایا جائے گا اور کب مسجد کی طرف واپس پلٹوں گا میں۔اور یہ سب سے بہترین لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے ساتھ جڑ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جڑ جاتے ہیں توحید اور سنت جس کی بنیاد ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ﴾(الانشقاق:20) (سو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے)۔ سبحان اللہ، اے انسان! تجھے کیا ہو گیا ہے تو سعی بھی کرتا ہے انتھک محنت بھی کرتا ہے تجھے پتہ ہے کہ تو نے مرنا بھی ہے تجھے پتہ ہے کہ تیرا حساب بھی ہونا ہے اور تجھے پتہ ہے کہ تیری تبدیلی بھی آتی رہتی ہے ﴿فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ﴾ اے انسان! تجھے کیا ہو گیا ہے تو ایمان کیوں نہیں لاتا؟ مخاطب نہیں صیغۃ الغائب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (سو انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے)۔ تھرڈ پرسن دور ابھی تو مخاطب ﴿يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ﴾ یہ انسان اتنا دور ہو جاتا ہے اپنے ربّ سے کہ وہ جو بنیاد ہے اس کی کامیابی کی ایمان جس کی بنیاد توحید ہے ایمان سے منہ موڑ لے گا! ﴿فَمَا لَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ﴾۔

﴿وَاِذَا قُرِئَ عَلَيۡهِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا يَسۡجُدُوۡنَ ؁﴾ (الانشقاق:21) ((اے انسان! تجھے کیا ہو گیا ہے) اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے)۔

کیوں سجدہ نہیں کرتے؟ کیونکہ ایمان ہی نہیں ہے یا ایمان کی کمزوری ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو واللہ! مومن کے دل میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور دل میں نرمی طاری ہو جاتی ہے خشوع و خضوع سے دل بھر جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے دل بھر جاتا ہے اور اس کا اثر اس کی آنکھوں پر بھی نظر آتا ہے اس کے چہرے پر نظر آتا ہے اس کے پورے جسم پر نظر آتا ہے لیکن ایسے لوگ بھی ہیں، انسانوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو قرآن مجید خود تو پڑھتے نہیں ہیں جب ان کو سنایا جاتا ہے کانوں میں قرآن مجید کی آواز پڑتی ہے کوئی فرق نہیں پڑتا قرآن مجید کی آیات ان کو جھکا نہیں سکتیں وہ جھکتا ہی نہیں ہے۔ جھکتا کون ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو سن کر؟ جس کے دل میں ایمان ہو۔

﴿بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُكَذِّبُوۡنَ﴾(الانشقاق:22) (بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ جھٹلاتے ہیں)۔ بات یہ ہے، تو ایمان کو جھٹلانے والا جس کے دل میں ایمان ہی نہ ہو وہ کیا جھکے گا اور قرآن مجید اس پتھر دل پر کیا اثر کرے گا! واللہ! اگر پہاڑ دیکھیں پورا پہاڑ ہے ﴿لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ﴾(الحشر:21) اور یہ کافر کا دل ہے۔

یہ دل کا سائز کتنا بڑا ہے میں نے پہلے بتایا ہے مٹھی بند کریں اپنی یہ آپ کا دل ہے ہر انسان کے جسم کے مطابق اس کے دل کا سائز نارمل انسان بیمار اگر نہیں ہے تو یہ اس کی مٹھی کے برابر ہے۔ اتنا سخت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں سنتا ہے کان میں پڑتی ہیں فرق نہیں پڑتا پہاڑ سے بھی زیادہ پتھر دل ہے اس انسان کا! وجہ کیا ہے؟ ﴿بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يُكَذِّبُوۡنَ﴾ کیونکہ حق بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے جھٹلایا ہے کفر کیا ہے توحید کو جھٹلایا ہے ایمان کو جھٹلایا ہے۔

﴿وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ﴾(الانشقاق:23)(اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ دلوں میں بھر رکھتے ہیں یا جو کچھ دلوں میں جمع کرتے ہیں)۔میں نے بتایا ناں رات نے جمع کیا چاند نے بھی جمع کیا اب یہ انسان اپنے دل میں کیا جمع کرتا رہتا ہے۔

مومن کے دل میں کیا ہوتا ہے کیا جمع ہوتا ہے؟ ایمان ہے توحید ہے دین سے محبت ہے، اتباع سنت ہے سنت سے محبت ہے، توحید سے محبت ہے اہل توحید سے محبت ہے اہل سنت سے محبت ہے سبحان اللہ دل بھرا ہوا ہے فرمانبرداری سے بھرا ہوا ہے۔

اور یہ جن کا ذکر کیا جا رہا ہے ﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿٢١﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ﴾ ان کے دل میں کیا بھرا ہوا ہے؟ کفر ہے شرک ہے نفاق ہے نافرمانی ہے، بغض ہے نفرت ہے، حسد ہے اہل ایمان سے اہل توحید سے اہل سنت سے۔

نتیجہ ﴿فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾(الانشقاق:24)(سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!)۔ابو جہل سن رہا ہے ابو لہب بھی سن رہا ہے سب سن رہے ہیں۔

یہ وصف کس کا ہے کس کا وصف ہو رہا ہے؟

انہیں کا، ہر کافر کا ہے لیکن اس زمانے میں انہیں کا وصف ہے۔ایمان نہیں لائے قرآن مجید سنتے چھپ چھپ کر بھی سنتے میں نے جیسے ذکر کیا ایک روایت میں آیا ہے لیکن سجدہ نہیں کرتے جھکتے نہیں ہے۔ایک فزیکل سجدہ ہوتا ہے جیسے مومن کرتا ہے ایک دل میں خشوع و خضوع طاری ہو کر ایمان کو قبول کرنا یہ بھی ایک سجدہ ہے جو کبھی کافر نے نہیں کیا۔کیوں؟ کیونکہ کفر پر اتر آیا اور دل میں بغض ہے نفرت ہے کفر ہے نفاق ہے شرک ہے تو کہاں توفیق ملے گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے! جب تک یہ دل پاک نہیں ہو گا ایمان اور توحید داخل نہیں ہو سکتی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔﴿فَبَشِّرْهُمْ﴾((عنقریب، فاء قریب ہے)ان کو بشارت دو عذاب الیم کی اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم!)۔

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ﴾(الانشقاق:25)(سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے ہمیشہ کے لیے اجر ہے ﴿اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ﴾ ہے)۔کن کے لیے؟ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾۔

اُنھوں نے ﴿لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ اور کفر کا راستہ اختیار کیا۔بُرے اعمال انسان کب کرتا ہے؟ جب دل میں بُرائی شرک کفر بدعات خرافات جگہ کر جائیں۔ان کے برعکس دوسری قسم کے وہ لوگ جن کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا ہے۔شروع وہاں سے

بات ہوئی ہے ناں اب ختم بھی وہیں پر ہوئی ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے ہمیشہ کے لیے اجر ہوگا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

"سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

سوال: آپ بول رہے تھے کہ ان کو برزخ کی زندگی ایسے لگے گی جیسے ایک دن یا اس سے کچھ زیادہ یہ برزخی زندگی کے تعلق سے ہے یا دنیاوی زندگی کے تعلق سے ہے؟

جواب: ایک روایت میں آیا ہے کہ برزخ کی زندگی کے تعلق سے بھی ہے اور

سوال: قرآن کی جو آیت ہے ﴿قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ﴿١١٣﴾ (113)(المومنون)

ہاں یہ ہے یہ میں کہہ رہا ہوں ایک تو یہ دنیا کی ایک اور بھی ہے برزخ والی بھی ایک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موت دی پھر دوبارہ زندہ کیا ﴿قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾ (البقرة:259) وہ بھی ہے برزخ میں تھا مر چکا تھا۔ اصحاب الکھف تو زندہ تھے لیکن ان پر یعنی کان بند کر دیئے گئے تھے لیکن سورۃ البقرۃ میں جن کا ذکر ہے ﴿فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ﴾۔ تو سو سال کہاں تھے؟ برزخ کی زندگی تھی زندہ نہیں تھے اس دنیا میں۔ تو سال بھی ان کو کیسے لگے؟ ایک دن یا اس سے ﴿أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ﴾۔ اور ایک روایت میں بھی آیا ہے مجھے اس وقت یاد نہیں ہے جزاک اللہ خیر و بارک اللہ فیک۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (084: سورۃ الانشقاق کی مختصر تفسیر) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio